ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL

Vol.8. No.1.2025

ORTHOGRAPHY: AN ANALYTICAL REVIEW

حروف کی املا: تجزیاتی جائزہ

Sajid Ali
MPhil Urdu Scholar
Superior University, Faisalabad.
Dr. Mubshar Saeed Bajwa
Head, Department of Urdu,
Superior University, Faisalabad

Abstract:
This study explores the concept of Imla (spelling) in Urdu, analyzing its linguistic significance, historical evolution, and challenges. Imla originates from the Arabic word Imlā', but in Urdu, it is commonly written without the hamzah. The study emphasizes that accurate spelling ensures proper pronunciation and maintains linguistic coherence. It discusses the relationship between Imla and Rasm-ul-Khat (script), highlighting that both play a crucial role in language standardization. The research also examines historical reforms in Urdu Imla, with key contributions from scholars like Maulana Ahsan Marharvi, Dr. Abdul Sattar Siddiqui, and Rasheed Hasan Khan. A major challenge in Urdu spelling is the incorrect pronunciation of Arabic letters, leading to frequent writing errors. The paper concludes that standardized spelling rules are essential for preserving linguistic uniformity and preventing variations that can disrupt language clarity.

Keywords:
Orthography, Urdu Spelling, Language Standardization, Phonetics, Script, Linguistic Reforms, Pronunciation.

املا باب "افعال" سے عربی مصدر ہے اور عربی میں اس کا صحیح املا، حمزہ کے ساتھ اس طور پر ہو گا املاء۔ لیکن اُردو میں املا کا لفظ ہمزہ کے بغیر لکھا جاتا ہے:

> "املا کے لغوی معنی ہیں: لکھنا، لکھوانا اور رسی دراز کرنا۔ زبان کی اصطلاحی معنی کسی لفظ کو مقررہ ضابطوں کے ساتھ لکھنا ہے کہ بولنے اور پڑھنے میں اسے صحیح تلفظ کے ساتھ ادا کیا جا سکے۔"(1)

یہ اسی وقت ممکن ہے جب کسی خاص لفظ کے لیے جو حروف مخصوص ہوں وہ لفظ انھیں حروف کی مدد سے لکھا گیا ہو۔ حروف کو باہم ملانے کے جو اصول مقرر ہیں ان کی پابندی کی گئی ہو۔ املا کا تعلق قواعد اور زبان سے ہے۔ املا سے مراد حرفوں کو لفظ کے اندر صحیح مقام پر لکھنا ہے۔ لفط کے حروفکون سے ہیں ان کی ترتیب کیا ہے۔ یہ سب املا کے متعلقات ہیں۔ ڈاکٹر اشرف کمال املا کی تعریف میں یوں رقم طراز ہیں:

> "املا کا تعلق لکھنے سے ہے۔ کون سا لفظ کس طرح لکھا جائے اور کون سے حروف استعمال میں لائے جائیں، اسی کا نام املا ہے۔"(2)

> "رسم خط کے مطابق صحت سے لکھنے کا نام املا ہے۔"(3)

> "املا میں اصل اصول یہ ہے کہ آپ لفظ کو اس طرح لکھیے جس طرح بولتے ہیں۔"(4)

> "املا دراصل، لفظوں میں صحیح حرفوں کے استعمال کا نام ہے اور جو طریقہ ان حرفوں کے لکھنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے وہ "رسم خط" کہلاتا ہے۔"(5)

املا قواعد کا ایک اہم حصہ ہے اسے آرتھوگرافی بھی کہتے ہیں۔ اس کا مقصد حروف اور الفاظ کو صحیح بجا کے ساتھ لکھنا ہے۔ طریقہ جو ان حروف کو لکھنے کے لیے اختیار کیا جاتا ہے۔ رسم الخط کہلاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ املا اور رسم الخط دونوں قریب قریب معنی رکھتے ہیں۔ رشید حسن کے نزدیک:

> "املا لفظوں کی صحیح تصویر کھینچتا ہے۔"(6)

غالب، انشاوغیرہ کے ہاں بھی ہی مفہوم ملتا ہے۔ املا کے ضمن میں عبدالقادر صدیقی لکھتے ہیں:

"ہر زبان کے لیے ضروری ہے ی کہ اس کی املاء کے قاعدے منضبط ہوں اور ان قاعدوں کی بنیاد صحیح اصولوں پر ہو۔ اگر قاعدے معین نہ ہوں تو زبان کی یک رنگی اور یک سانی کو سخت صدمہ پہنچنے کا اندیشہ ہو گا۔"(7)

املا کسی لفظ کو ٹھیک حرفوں سے لکھنے کا نام ہے۔ یعنی لفظ میں جتنے حرف آتے ہیں یا جس ترتیب سے آتے ہیں۔ اسی طرح لکھے جائیں اُن کے جوڑ اور پیوند ٹھیک ہوں، جس طرح بولنے کے لیے لفظ کے معنی ضروری ہے اس طرح لکھنے کے لیے لفظ کا املا معلوم ہونا ضروری ہے۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ اردو حروف میں سے عربی حروف کے صحیح تلفظ ادا نہیں کیا جاتا، لہٰذا لکھنے میں بھی غلطی کا امکان رہتا ہے۔ حروفِ تہجی کے مباحث میں ایک اہم بحث املا کی ہے کیوں کہ کسی بھی لفظ کی املا میں تبدیلی کی وجہ ہمیشہ حروف ہوتے ہیں چاہے یہ حروف صحیحہ ہو یا حروفِ علت، لہٰذا حروف کی بحث میں املا کی بنیادی بحث ہے کسی بھی زبان کا استعمال جب بڑھتا ہے اور مختلف لوگ اسے تحریر کرتے ہیں تو زبان کے قواعد سے لاعلمی یا ان کے موجود نہ ہونے کی وجہ سے اپنی مرضی سے لفظ کو تحریر کر دیا جاتا ہے جس سے دورنگی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور ایک ہی لفظ مختلف معنی اختیار کر جاتا ہے۔ تاریخ کا جائزہ لیں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ اردو املا کی اصلاح کی طرف سب سے پہلے قدم بڑھانے والوں میں مولانا احسن مارہروی کا نام ہے جنھوں نے رسالہ "فصیح الملک" مئی 1955ء میں اصلاحِ املا کے حوالے سے تجاویز پیش کیں۔ ان کی یہ تجاویز دیگر کئی رسالوں مثلاً رسالہ "اردو"، "رسالہ "ہندوستانی" اور اخبار "ہماری زبان" میں بھی شائع ہوئیں۔ کئی دیگر اکابرین نے بھی اس ضمن میں اپنا کردار ادا کیا جن میں ڈاکٹر عبدالستار صدیقی، جوش ملیح آبادی، ڈاکٹر سہیل بخاری، وارث سرہندی، ڈاکٹر آمنہ خاتون، مولوی غلام رسول اور اس سے قبل ناسخ، انشاء اور غالب کے نمایاں نام ہیں۔ املا کے ضمن میں رشید حسن خاں لکھتے ہیں:

"اردو کے رسم الخط کے مطابق، لفظ میں حرفوں کی ترتیب و تعین ترتیب کے لحاظ سے اس لفظ میں شامل حروف کی صورت اور حرفوں کا جوڑ کا متعلق طریقہ، ان سب کے مجموعے کا نام املاء ہے۔"(8)

زبان ایک ابجدی نظام ہے۔ ابجدی نظام کے عناصر ہیں۔ حروفِ تہجی، اعداد، رموز و اوقاف جن سے بعد میں لسانی پیکر وجود میں آتے ہیں۔ گویا املا میں بنیادی اہمیت حروفِ تہجی اور ان کے استعمال کی ہے۔ املا کا اصول یہ ہے کہ ہر آواز کے لیے ایک نشان ہو۔ وہ نشان کلمے میں جہاں بھی آئے وہی آواز دے اور جب اس لفظ کو پڑھا جائے تو تلفظ صوتی آوازوں سے ہم آہنگ ہو۔ اس اصول کی پیروی کسی زبان میں بھی مکمل طور پر نہیں ملتی۔ کہیں صوتے زیادہ اور حرف کم مثلاً انگریزی زبان کی مثال "C" کاف کے لیے بھی اور س کے لیے بھی "D" ج اور گ کے لیے۔ کہیں صوتے کم اور علامتیں زیادہ ہیں جس طرح اردو میں Homophones یا ہم آواز حروف۔ زبان میں صوتیوں اور حروف کی تعداد برابر نہ ہونے کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ یہ حروفِ تہجی اصلاً اسی زبان کے لیے وضع نہیں کیے گئے بلکہ ایک دوسری زبان سے ماخوذ تھے۔

لفظ کے اندر موجود ہر حرف لفظ کی ہیئت اور معنی و مفہوم کا تعین کرتا ہے۔ حرف و صورت کا رشتہ متعین شدہ ہوتا ہے۔

اُكْتَسبُو كَمَا تَكَلَّمُوْنْ

Write as you speak

ہر ابجد ایک اکائی ہے۔ ایک نشان ہے۔ ہر آواز ایک الگ اکائی ہے جو بولی جاتی ہے اور ہر نشان ایک صورت یا حرف ہے جو لکھا جاتا ہے۔ زبان کا نظام اسی وقت درست طریقے سے چل سکتا ہے جب ہر آواز کے لیے ایک الگ نشان قائم کیا جائے۔ اگر ایک آواز کے لیے کئی کئی حروف یا کئی آوازوں کے لیے ایک حرف مقرر کیا گیا ہو گا تو زبان میں انارکی اور انتشار پھیل جائے گا۔ یہ مسئلہ اہلِ زبان کے لیے تو شاید اتنا اہم نہ ہو لیکن نئے سیکھنے والوں کے لیے یہ معاملہ باعثِ پریشانی ہو گا۔ چنانچہ اس بے قاعدگی سے جو بولا جائے گا وہ پڑھا نہ جا سکے گا اور جو پڑھا جائے وہ بولا نہ جا سکے گا۔ چنانچہ ہر حرف کو اس طرح لکھنا کہ ہر آواز کے لیے قائم شدہ الگ نشان تحریر میں آئیں اور اپنی مخصوص آواز دے کر تلفظ کو واضح کریں یہی املا کی معراج ہے۔ زبان تحریری صورت کے لیے دو میڈیم استعمال کرتی ہے:

1۔ املا   2۔ رسم الخط

آج دنیا میں لگ بھگ تین ہزار زبانیں بولی جاتی ہیں اور ہر زبان کا اپنا رسم الخط اور املا کے قواعد ہیں۔ لیکن کسی بھی زبان کے املائی نظام میں یہ

جامعیت نہیں کہ وہ اپنی زبان کی پوری آوازوں کو مکمل صحت کے ساتھ بول سکیں۔ یا ہر اکائی کے لیے اس میں الگ نشان موجود ہو۔ گرامر کی مدد سے کسی زبان کے لیے لفظ اور جملے ترتیب دیتی ہے تا کہ زبان میں ربط اور معنی پیدا ہو سکیں۔ املا میں حروفِ تہجی، اعداد اور رموز و اوقاف الفاظ مل کر بڑے بڑے لسانی پیکر تشکیل کرتے ہیں۔ اردو زبان کے حروفِ تہجی مختلف زبانوں مثلاً فارسی، عربی، سنسکرت، پراکرت وغیرہ سے لیے گئے ہیں۔ لازم تھا کہ ہر حرف کو اُس کی اصل زبان کے قواعد اور تلفظ کے مطابق لکھا اور بولا جاتا لیکن معاشرتی تبدیلیوں، لسانی تقاضوں اور دفتری ضروریات کے تحت ان میں بہت سی تبدیلیاں ہوتی گئیں۔ خاص طور پر تلفظ اور املا کے اختلاف کا مسئلہ بہت زیادہ سامنے آیا کیوں کہ اس سے لفظ کے معنی و مفہوم میں تبدیلی آ جاتی ہے۔ اردو املا کے تاریخ پس منظر مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اردو املا و ضروریات کے تحت مغلوب ہوتی رہی ہے۔ شکستہ نگاری کے تحت کم سے کم جگہ میں زیادہ سے زیادہ الفاظ سمیٹنے کی خواہش، جو کہ دفتری ضروریات کے تحت ہوتی تھی۔ دوسری املا میں فارسی و عربی کا غلبہ تھا۔ شکستہ نگاری میں بہت سے حروف کو متصل لکھنے کا اہتمام کی جاتا تھا۔ مثلاً سیکھینگے، لکھینگے وغیرہ۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اس دور میں جو اردو کی اصلاح و ترتیب کا دور تھا، اہلِ زبان نے اس کی لغات، قواعد، رسم الخط اور املا کے مسائل کی طرف خاطر خواہ توجہ نہ دی۔

اردو حروف کی املا کے چند مسائل درج ذیل ہیں:

1۔متشَابہ الصوت(Homophonics)حروف

اردو املا میں چند ہم آواز الفاظ بھی املا میں مسئلہ پیدا کرتے ہیں۔ مثلاً (1،ع)، (ت،ط)، (ث، ص، س)، (ح،ہ)، (ذ، ز، ض، ظ) وغیرہ کو ایک ہی تلفظ اور انداز میں پڑھ دیا جات ہے اور ان کے خصوصی تلفظ کا خیال نہیں رکھا جاتا۔ مقامی لہجے کے زیرِ اثر چند حروف کا تلفظ بدل جاتا ہے۔ مثلاً ق کی بجائے (دکنی لہجہ، قادر کی بجائے خاور)، ق کی بجائے ک (پنجابی لہجہ)، ز، ذ، ض، ظ کی بجائے ج (پنجابی اور یورپی لہجہ)۔ ماہرین نے صوتیہ (Phoneme) کی اصطلاح اس لیے وضع کی تھی کہ اگر کسی زبان کی کوئی ابجد نہ ہو یا کوئی نئی ابجد ہو تو نئے حروف بناتے وقت کم سے کم تعداد کو مدِ نظر رکھا جائے لیکن ہمارے ہاں ایک ہی آواز کے لیے ایک سے زائد حروف ہوتے ہیں۔ اردو میں ہم آواز حروف کے جوڑے یہ ہیں:

(1،ع)، (ث، س، ص)، (ت، ط)، (ز، ذ، ژ)، (ض، ظ)، (ح،ہ،ھ)

ان حروف سے ایک لفظ کو مختلف املائی اشکال دیکھنے میں آتی ہیں۔ مثلاً گزارش کو گذارش، کمھار کو کمہار، ازدھام کو اژدھم بھی لکھا جاتا ہے۔ ڈاکٹر مسعود حسین کے مطابق یہ تمام حروف اردو رسم الخط کے لیے ایک طرح سے وبالِ جان بنے ہوئے ہیں۔ بلاشبہ ایک نیا سیکھنے والا اس صورتِ حال سے پریشان ہو جاتا ہے کہ وہ ایک گروہ کے دو تین یا چار حرف میں سے کون سا حرف استعمال کرے، بعض لوگ اس کے لیے یہ صلاح دیتے ہیں کہ ہم آواز الفاظ کی تعداد کو محدود کر دیا جائے۔ لیکن اس سے کئی مشکلات سامنے آئیں گی اور ص کی بجائے س، ح کی بجائے ہ اور ض کی بجائے ز کو رکھنے سے دقتیں پیش آئیں گی اور معنی و مفہوم میں ایک بھونچال آ جائے گا۔ بعض ماہرینِ لسانیات انھیں فالتو، بے مصرف اور زندہ لاشیں قرار دیتے ہیں۔ لیکن قدرت نقوی کے بقول:

"حقیقت یہ ہے کہ ایسا کرنے سے الفاظ کی اصل روح ختم ہو جائے گی۔"(9)

رشید حسن کے بقول:

"فقرے کا حسن اور شکل اسی سے قائم ہے ورنہ عزت کہ اجت کہنے والا معاملہ در پیش ہو گا۔"(10)

بہتری کی تجاویز

1۔ مخلوط حروف کی آواز پر توجہ دینا
2۔ الفاظ کو جدا جدا لکھنا
3۔ جہاں غلطی کا احتمال ہو حروف پر اعراب لگانا
4۔ عربی کے حروف پر خاص توجہ اور ان کے تلفظ کو سمجھنا
5۔ مختلف ہجوں کے فرق کو سمجھنا
6۔ تلفظ پر توجہ دینا کیوں کہ صحیح بولنے سے درست لکھنا آتا ہے۔
7۔ املا کی اغلاط کی درستگی کے لیے ابتدائی خواندگی میں املا بطور مضمون شامل کر دیا جائے۔

8۔ ذرائع ابلاغ، اخبارات ورسائل، ٹیلی ویژن وغیرہ جہاں تک ممکن ہو املا کی درست ترویج اور اصلاح و تعلیم کی کوشش کریں۔

9۔ مختلف دفاتر جہاں نفاذِ اردو کا عمل شروع ہو چکا ہے ان میں تربیتی کورسز اور تربیتی ورکشاپ شروع کیے جائیں۔

10۔ مضمون نگار اور مصنفین املا کے درست قواعد وضوابط اپنی تحریروں میں لائیں۔

11۔ مقتدرہ قومی زبان، ماہرین کی کمیٹی بنائے جو املا کی علمی اور عملی مسائل کا تفصیلی جائزہ لے کر اور املا کے معیار اور صحت اور مروج صورتوں کو بھی دیکھ کر فیصلے کریں اور املا کے اصول و قواعد مرتب کریں اور اس کمیٹی کے فیصلوں کا اطلاق کل سطح پاکستان پر ہو۔

12۔ اردو میں دخیل حرف کے درست تلفظ کے قواعد بنائے جائیں تا کہ پتہ چل سکے کہ یہ دیگر زبانوں کے مستعمل حرف ہیں۔

تاکید کی جائے کہ "ھ" ہائے دوچشمی صرف وہاں استعمال کی جائے جہاں اس کی ضرورت ہو یعنی جہا صرف مخلوط ہائیہ آواز ادا ہونی ہو۔ علیحدہ "ہ" کی آواز کے لیے دوچشمی ھ استعمال نہ کیا جائے یعنی سہیل کو بے وجہ سھل نہ بنایا جائے۔

- غیر ملفوظ آواز کے نیچے چھوٹا سا افقی دائرہ بنایا جائے۔ مثلاً شمسی حروف میں جہاں "ال" کی آواز نہیں پڑھی جاتی وہاں پر نیچے ایک خط کھینچا جائے۔
- تشدید اور نون غنہ کی علامت حسبِ ضرورت ضرور استعمال کی جائیں جن الفاظ کے آخر میں ہائے مختفی کا امالہ ہوتا ہے ان میں بڑے لکھا جائے نہ ہائے مختفی مثلاً "اس بارے میں لکھا جائے نہ کہ اس بارہ میں" اس طرح ذمہ دار لکھا جائے نہ کہ ذمہ دار وغیرہ۔(11)

ڈاکٹر رؤف پاریکھ رسم الخط کے حوالے سے لکھتے ہیں:

> "زبان کی رسم الخط کی وہی حیثیت ہے جو جسم کے لیے روح کی ہے۔ کوئی زبان اپنے فطری اور خلقی رسم الخط کے بغیر ایک بے جان جسم ہے۔۔۔ محض ایک دھڑ جسے اعضا کو جوڑ کر بنایا گیا ہے لیکن وہ روح سے عاری ہے۔۔۔ کسی اجنبی اور بیگانے رسم الخط میں لکھی گئی زبان ایک ایسے مقید پرندے کی مانند ہوتی ہے جس کے پر قینچ دیے گئے ہوں، جس کی روح کو کچل دیا گیا ہو اور اسے ایک بے شناخت غلام بنایا گیا۔"(12)

اردو میں جو سب شریک ہونے کے نہیں

اس ملک کے کام ٹھیک ہونے کے نہیں(13)

حرف کی املا

اردو حرف لفظ کے شروع، درمیان اور آخر میں مختلف اشکال میں نظر آتے ہیں۔ تحریر میں کرکٹ کی طرح رنگ بدلنے والے جو رنگ ان حروف کے ہو سکتے ہیں۔ شاید کسی اور رسم الخط میں ممکن نہیں۔ لفظ کی املا میں حروف کی ابتدائی، درمیانی اور آخری صورتوں میں کافی اختلاف پایا جاتا ہے۔ اگر حروف کی مختلف شکلوں کا حساب کیا جائے تو اردو حروف تہجی کی تعداد بہت بڑھ جائے گا۔ یہ حروف دوسرے حروف کے ساتھ مل کر کیا اشکال اختیار کرتے ہیں۔ ان کی تفصیل یوں ہے:

الف

1۔ الف مابعد حروف کے ساتھ مل کر نہیں لکھا جاسکتا بلکہ ماقبل حرف کے ساتھ مل کر لکھا جاسکتا ہے۔ مثلاً آتا، املا وغیرہ۔

ب

1۔ لفظ کے آخر میں اصل صورت میں آتی ہے جیسے: آپ۔

2۔ س، ش، ص، ض، ط، ظ، ع، غ، ف، ق، و، ی اور یے سے پہلے آئے تو الف کی شکل میں کھڑی ہو جائے گی۔ جیسے: بظاہر۔

3۔ جب دو حروف کے درمیان دونوں سے متصل لکھی جائے گی تو صرف ابتدائی شکل کے ساتھ جیسے: سبب۔

4۔ ج، چ، م وغیرہ کے ساتھ ترچھے الف کی صورت مثلاً بچ، بم وغیرہ۔

5۔ ان حرف کے علاوہ بقیہ حروف کے ساتھ خواہ کہیں بھی آئے، ابتدائی چہرے کے ساتھ آئے گی، جیسے: بن، بڑ وغیرہ۔

خطِ نستعلیق میں ب کی چودہ اشکال استعمال ہوتی ہیں۔

نوٹ: ہم شکل حروف، پ، ت، ٹ، ث کی بھی یہی اشکال آئیں گی۔

ج

1۔ آخر میں ہو تو اصل شکل میں جیسے بج میں۔

2۔ شروع میں یا درمیان میں ہو تو ابتدائی حصے کے ساتھ لکھا جائے گا۔ جیسے: جامن (شروع میں)، حجاب (درمیان میں)

3۔ ہم شکل حروف ج، چ، ح، خ بھی یہی شکلیں اختیار کریں گے۔

د

مابعد حروف سے کبھی متصل نہیں ہوتی جیسے: دوا، دیوار وغیرہ۔

ر

ہمیشہ اپنی اصل میں استعمال ہوتی ہے۔ جب کسی حرف کے ساتھ مل کر آتی ہے تو اس کا نچلا حصہ اوپر کے حصے سے کچھ لمبا اور ترچھا کر دیا جاتا ہے جیسے: "فر"

ڑ، ز، ژ میں بھی یہی صورت حال نظر آتی ہے۔

س

لفظ کے آخر میں آئے تو اصل صورت میں آتی ہے جیسے: گھاس

شروع یا درمیان میں آئے تو محض شوشوں کے ساتھ لکھی جاتی ہے۔

یہی صورت ش، ص، ض، ف، ق، ل، م کی ہے۔

ط

اس کی شکل میں کبھی تبدیلی نہیں ہوتی۔ خواہ لفظ کے شروع میں آئے یا درمیان میں یا پھر آخر میں۔ ظ کی بھی یہی املائی شکل ہو گی۔

ع

جب آخر میں اکیلے بغیر کسی حرف سے ملے آئے تو اصلی صورت میں پوری لکھی جائے گی۔ اپنے ماقبل حرف سے مل کر لکھی جائے تو پوری لیکن شکل میں معمولی تبدیلی کے ساتھ آئیں گے۔ مثلا: "شمع" میں۔

لفظ کے شروع میں صرف چہرے کے ساتھ لکھی جائے گی۔ مثلاً: عمر

دو حرفوں کے درمیان چہرے میں معمولی تبدیلی کے ساتھ لکھی جائے گی۔ جیسے: "معمر"

غ کی بھی یہی صورت ہے۔

ک، گ

حروف کے آخر میں خواہ الگ آئیں یا متصل، پورے لکھے جائیں گے۔ مثلاً: آگ

الف اور لام کے ساتھ آئیں تو ان کے چہرے گول ہو جائیں گے۔ مثلاً کا، کل

بقیہ حروف کے ساتھ محض چہرے کے ساتھ لکھے جاتے ہیں۔ جیسے: "کب" میں۔

ل

لفظ کے آخر میں اکیلا یا مل کر آئے پوری شکل میں لکھا جائے گا۔ لفظ کے شروع یا درمیان میں صرف ابتدائی حصے کے ساتھ لکھا جائے گا۔ جیسے:

لڑکا

ن

آخر میں پوری شکل میں آئے گا۔ مثلاً: کون

س، ش، ص، ض، ط، ظ، ع، غ، ف، ق، د، ی اور یے کے ساتھ ماقبل متصل آئے تو صرف ابتدائی حصہ الف کی طرح کھڑا ہو جائے۔ جیسے: نسل

ج، چ، ح، خ، م، ہ کے ساتھ متصل آئے تو ترچھے الف کی صورت لکھا جائے گا۔ جیسے: نچلا

باقی حروف کے ساتھ ب کی طرح ابتدائی صورت میں لکھا جائے گا۔ جسے: نانا

نون کی بجائے نون غنہ کی آواز دے تو بغیر نقطہ کے لکھا جائے گا۔ جیسے: کہاں

و

لفظ کے آخر میں پوری شکل میں آتی ہے۔ حرف کے شروع یا درمیان میں کہنی دار شکل میں لکھی جاتی ہے۔ بعض لفظوں کے آخر میں آتی ہے لیکن "ہ" کی آواز نہیں دیتی۔ تب ہائے مختفی کہلاتی ہے۔ مثلاً: نگینہ۔

ء

کسی لفظ کی ابتدا(اردو میں) اس سے نہیں ہوتی، حروف کے بیچ یا آخر میں آتا ہے تو اسی شکل میں قائم رہتا ہے۔ مثلاً: مائل

ی

آخر میں مکمل صورت میں لکھی جاتی ہے۔

ب، پ، ت، ٹ، ث، ک، گ، ل، ن اور ء کے بعد، جب متصل آتی ہے تو "ی" کا ابتدائی حصہ حذف کر دیا جاتا ہے۔ مثلاً: ناشپاتی۔

س، ش، ص، ض، ط، ظ، ع، غ، ف، ق، واور "ی" سے پہلے متصل ہو کر آئے تو الف کی طرح کھڑی لکھی جائے گی۔ مثلاً: دریغ

ج، چ، ح، خ، م اور "ی" کے شروع میں ترچھے الف کی شکل میں جیسے: "دریچہ" میں۔ بقیہ حروف کے شروع میں ب کی طرح لکھی جاتی ہے جیسے: پاور۔

ے

ہمیشہ حرف کے آخر میں مکمل صورت میں آتی ہے۔ جیسے: آئے

تنوین

نون کی آواز پیدا کرنا تنوین کہلاتا ہے۔

عربی الاصل الفاظ اردو میں تنوین کے ساتھ لکھے جاتے ہیں۔

تشدید

جب کسی لفظ میں ایک حرف دوبار آواز دیتا ہو تو اسے دو دفعہ لکھنے کی بجائے اسے ایک بار لکھ کر اوپر تشدید لگا دیتے ہیں۔ جس حرف پر تشدید آئے، مشدد کہلاتا ہے۔[14]

ہر زبان کے لیے ضروری ہے کہ اس کی املاء کے قاعدے منضبط ہوں اور ان قاعدوں کی بنیاد صحیح اصولوں پر ہو۔ اگر قاعدے معین نہ ہوں تو زبان کی یک رنگی اور یک سانی کو سخت صدمہ پہنچنے کا اندیشہ ہو گا۔

حوالہ جات

۱۔ فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، املا اور رسم الخط، لاہور: الوقار پبلی کیشنز، ۲۰۱۳ء، ص:۲۱

۲۔ اشرف کمال، ڈاکٹر، زبان میں املا اور تلفظ کی اہمیت، مشمولہ: معیار، شمارہ ۷، اسلام آباد: بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، ص:

۳۔ رشید حسن خاں، اردو املا، لاہور: مجلسِ ترقیِ ادب، ۲۰۰۷ء، ص:۲۸

۴۔ شیما مجید، مرتبہ:لسانی مذاکرات، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۶ء، ص:۳۲۱

۵۔ رشید حسن خاں، اردو املا، ص:۲۱

۶۔ ایضاً، ص:۲۱

۷۔ ایضاً، ص:۲۱

۸۔ ایضاً، ص:۲۲

۹۔ قدرت نقوی، سید، لسانی مقالات، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۸ء، ص:۱۸۱

۱۰۔ رشید حسن خاں، اردو املا، ص:۱۵۹

۱۱۔ فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، اردو املا و قواعد، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۰ء، ص:۴۱

۱۲۔ رؤف پاریکھ، ڈاکٹر، رومن اردو کیوں، مشمولہ:لسانی تعبیر روحانی تفسیر، مرتب:پروفیسر فتح محمد ملک، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۸ء، ص:۳۲۴

۱۳۔ روح الامین، سید، اردو ایک نام محبت کا، گجرات: عزت اکادمی، ۲۰۰۵ء، ص:۲۴

۱۴۔ فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، اردو تدریس، لاہور: الوقار پبلی کیشنز، ۲۰۱۱ء، ص:۱۶۔۲۳

References in Roman Format:

1. Farman Fatehpuri, Dr., Imla Aur Rasm-ul-Khat, Lahore: Al-Waqar Publications, 2013, P:21
2. Ashraf Kamal, Dr., Zaban Mein Imla Aur Talaffuz Ki Ahmiyyat, Mashmoola: Meyaar, Shumara7, Islamabad: Bain-ul-Aqwami Islami University, P:
3. Rasheed Hassan Khan, Urdu Imla, Lahore: Majlis-e-Taraqqi-e-Adab, 2007, P:28
4. Sheema Majeed, Murattaba:Lisani Muzakraat, Islamabad: Muqtadra Qaumi Zaban, 2006, P:321
5. Rasheed Hassan Khan, Urdu Imla, P:21
6. Ibid, P:21
7. Ibid, P:21
8. Ibid, P:22
9. Qudrat Naqvi, Syed, Lisani Maqalaat, Islamabad: Muqtadra Qaumi Zaban, 1988, P:181
10. Rasheed Hassan Khan, Urdu Imla, P:159
11. Farman Fatehpuri, Dr., Urdu Imla-o-Qawaed, Islamabad:Muqtadra Qaumi Zaban, 1990, P:41
12. Rauf Parekh, Dr., Roman Urdu Kyoun, Mashmoola:Lisani Tabeer Roohani Tafseer, Murattab:Prof. Fateh Muhammad Malik, Islamabad:Muqtadra Qaumi Zaban, 2008, P:324
13. Rooh-ul-Ameen, Syed, Urdu Aik Naam Mohabbat Ka, Gujrat: Izzat Academy, 2005, P:24
14. Farman Fatehpuri, Dr., Urdu Tadrees, Lahore: Al-Waqar Publications, 2011, P:16-23